حضرت یوسفؑ بحیثیت داعی الی اللہ (سورۂ یوسف کا مطالعہ)

YOUSAF (A.S) AS A PREACHER TO ALLAH
(A STUDY OF SURAH YOUSAF)

Dr. Usman Ahmad
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Univesity of the Punjab, Lahore.

Abstract: The Prophet Yousuf (a.s.) is one of prominent messengers of Allah who spent his life merely for the sake of Allah and faced many troubles and distresses. The Quran includes a complete Chapter with his name. He was tested with multiple hardships and sufferings by Allah almighty to make him an ideal for coming nations.The chapter Yousuf was revealed for contentment and gratification of the Last Prophet (s.a.w.) and his disciples. The articles provides exegetical findings and inferences from chapter Yousuf. It has been proved by that in chapter Yousaf there are directions for preachers of Islam. The exampalory behavior and manners shown by Yousuf a.s. during imprisonment are amodel for Muslim Ummah.

Keywords: Preacher to Allah, Sura Yousuf, Muslim Ummah.

اسم یوسف کی تحقیق:

یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ عبرانی میں اس کا تلفظ "یَوْسِیف" ہے۔ عبرانی میں اس کا معنی ہے "هوالله يمن حوي ضاعف، هو الله يزيد" (وہی اللہ عطا کرتا ہے اور دگنا تگنا کرتا ہے اور اضافہ کرتا ہے "جن کے نزدیک یہ عربی زبان کا لفظ ہے ان کے نزدیک یہ اسف یأسف سے ہے جس کا مطلب "حزین اور رقیق القلب" ہے۔[1]

نسب وخاندانِ یوسفؑ:

یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم۔ یعنی حضرت یوسفؑ، حضرت ابراھیمؑ کے پڑپوتے تھے۔ بخاری میں روایت ہے:

«فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ، ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ، ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ، ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ»[۲]

کریم ترین انسان لوگوں میں یوسف ہیں، وہ اللہ کے نبی، بیٹے ہیں اللہ کے نبی کے، والد بھی بیٹے ہیں اللہ کے نبی کے، اور وہ خلیل اللہ کے بیٹے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الكريم بن الكريم بن الكريم بن الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إبراهيم صلوات الله عليهم۔[۳]

یوسفؑ کی والدہ کا نام راحیل بنت لابان تھا۔ ان کے سگے بھائی بنیامین تھے۔ حضرت یوسفؑ کے والد کا عبرانی نام ولقب "اسرائیل" تھا جس کا مطلب "عبد اللہ" ہوتا ہے۔ یوسفؑ کل بھائی بارہ (۱۲) تھے۔[۴]

زمانہ و سرزمین یوسفؑ:

یوسف علیہ السلام کا زمانہ تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح ہے۔ جب یوسف علیہ السلام مصر میں داخل ہوئے تو وہاں عمالقہ کی حکومت تھی۔[۵]

آپ کا علاقہ شام (یعنی فلسطین اور اسکے قرب وجوار) کا علاقہ تھا اور آپ کے شہر کا نام کنعان تھا۔ سورہ یوسف کے سبب نزول میں یہ روایت منقول ہے۔

أن علماء اليهود قالوا الكبراء المشركين: سلوا محمداً لما انتقلا آل يعقوب من الشام إلى مصر؟[۶]

علماء یہود نے مشرکین کے سرداروں کو کہا کہ محمد (ﷺ) سے پوچھو کہ آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوگئی تھی؟

قرآن میں تذکرۂ یوسفؑ:

حضرت یوسف علیہ السلام کا نام قرآن میں چھبیس (۲۶) مرتبہ آیا ہے۔ چوبیس بار سورہ یوسف میں، ایک بار سورہ الانعام میں اور ایک بار سورہ مؤمن میں ہے۔ حضرت یوسفؑ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قرآن کی ایک پوری سورت ان کے نام سے موسوم ہے جیسا کہ ایک سورت ان کے دادا کے نام "ابراھیم" کے نام پر ہے۔

نبی ﷺ کی مکی دعوتی زندگی اور سورۂ یوسف میں عبرت و تسلیّ

جمہور مفسرین کے نزدیک یہ سورت مکی ہے۔[۷] اس سورت میں متعدد پہلوؤں سے نبی ﷺ کی مکی زندگی میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب کے تناظر میں تسلی کا سامان کیا گیا۔ علامہ ابن عاشور نے اپنی تفسیر "التحریر والتنویر"

درج ذیل پہلوؤں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اوّل:

حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کی اولاد کی طرف اذیت پہنچی اسی طرح بھائیوں نے ہی اپنے بھائی یوسف کو کنویں میں ڈال کر غلامی تک پہنچا دیا۔ مکی دورِ دعوت میں نبی ﷺ بھی اپنے ہی اعزّہ واقرباءِ قریش کی طرف سے دی جانے والی ایذا جھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا سگا چچا ابو لہب، آپ کے رضاعی بھائی اور چچازاد ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور دیگر قریشی رشتہ دار آپ کے سخت دشمن بن کر آپ کو ایذا دے رہے۔ اس قصہ کو بیان کرکے آپ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے یعقوب ویوسف علیہما السلام بھی ایسے ہی اقرباء کی اذیتوں کا شکار ہوئے لیکن اذیت دینے والوں کا ناکامی ہوئی اور آخر کار یوسفؑ کے سامنے سب کو جھکنا پڑا۔

قرآن نے اسی لیے کہا:

لَقَدْكانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آياتٌ لِلسَّائِلِينَ[8]

طلب گاروں کے لیے یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعے میں بہت نشانیاں ہیں۔

دوم:

یوسفؑ کو اگر ان کے بھائیوں نے کنعان سے نکال دیا اور وہ مصر پہنچے اور اپنے گھر میں نہیں رہنے دیا تو آخر کار یوسفؑ کو مصر میں اقتدار و تمکین حاصل ہوئی۔ حاسد و معاند بھائیوں کو ان کے آگے جھکنا پڑا۔ اسی طرح اگر قریش مکہ رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکال دیں گے اور ہجرت پر مجبور کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اگلے ٹھکانے پر ان کو اقتدار عطا کرے گا اور یہی قریش ان کے آگے جھکیں گے۔ قرآن اس لیے یوسفؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے اس وقت یوسفؑ کو اقتدار عطا کر دینے کا ذکر کرتا ہے کہ جب قافلے والوں نے ان کو غلام کی حیثیت سے بیچ دیا تھا۔

وَقالَ الَّذِي اشْتَراهُ مِنْ مِصْرَلِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِ يمَثْواهُ عَسى أَنْ يَنْفَعَنا أَوْنَتَّخِذَ هُوَلَداً وَكَذلِكَم كَنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحادِيثِ وَاللَّهُ غالِبٌ عَلى أَمْرِهِ وَلكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لايَعْلَمُون[9]

اور اس نے جس نے آپ کو شہر میں خرید ا اپنی بیوی سے کہا اس کی عزت کرو ہو سکتا ہے یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے یوسف زمین ہر حکومت عطا کر دی۔ تا کہ ہم اسے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائیں۔ اور اللہ اپنے امر کے پورا کر دینے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں

سوم:

رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ یوسف علیہ السلام کے گم ہو جانے کے چالیس سال بعد بھی حضرت یعقوبؑ کا اللہ پر توکل اور بھروسہ کم نہیں ہوا تھا اور وہ کہہ رہے تھے۔

قَالَ إِنَّماأَشْكُوابَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَالاتَعْلَمُونَ[10]

میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی شکایت اللہ کو ہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے پھر یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو فہمائش کرتے ہوئے فرمایا

وَلاتَيْ أَسُوامِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لايَ يْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ[11]

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ کی رحمت مایوس نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

آپ ﷺ بھی تسلی رکھیں اور اللہ پر بھروسہ کرتے رہیں۔ انجام کار آپ ﷺ کامران وکامیاب ہوں گے اور سب پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

اسی طرح بیٹوں کو مختلف دروازوں کی تجویز دیتے وقت فرمایا:

إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّلِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ[12]

حکم صرف اللہ کا ہے۔ میں اسی پر بھروسا کرتا ہوں اور توکل کرنے اسی پر بھروسا کیا کرتے ہیں۔

چہارم:

رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ حضرت یعقوبؑ نے آزمائشوں پر صبر کیا اور حضرت یوسفؑ نے بھی آزمائشوں میں صبر کا راستہ اختیار کیا۔ انبیاء کا راستہ صبر کا ہی راستہ ہے۔ آپ ﷺ بھی صبر کا دامن تھامے رکھیں۔ یعقوبؑ نے بھی کہا تھا۔

فَصَبْرٌجَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ[13]

صبر جمیل ہی بہتر ہے اور اللہ ہی مددگار ہے۔

اور یوسفؑ نے کہا تھا :

إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لاَيُضِيعُ أَجْرَالْمُحْسِنِينَ[14]

بلاشبہ اللہ نے ہم پر احسان فرمایا۔ جو بھی (اللہ کا) تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

انجامِ کار صابرین کو اللہ تعالیٰ نوازتے ہیں۔

پنجم:

نضر بن الحارث، مشرکین میں سے سردار فارس جاکر رستم اور اسفندیار کی کہانیاں سیکھ آیا تھا۔ قریش کو یہ کہانیاں سنایا کرتا تھا۔ کہا کرتا تھا کہ محمد جو کچھ بیان کرتا ہے اس سے زیادہ بہتر باتیں میرے پاس ہیں۔ تو وہ طویل طویل کہانیاں سناتا تھا۔ صحابہ کرام چاہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے کوئی طویل قصہ نازل ہو تا کہ اس مشرک کا جواب ہو چنانچہ اللہ نے سورہ یوسف نازل فرما کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے قلوب کے اطمینان کا سامان فرمادیا ۔[15]

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے لیے درج ذیل اسبابِ تسلیہ بھی اس سورت کے مضامین میں موجود ہیں۔

ششم:

رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی تسلی دی گئی کہ جس طرح آپ کی نبوت کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا اسی طرح آپ کے بھائی یوسفؑ کی نبوت کا آغاز بھی سچے خواب سے ہوا تھا۔ اس لیے شرف وعزت کا جو مقام انہیں حاصل ہوا وہ آپ کو حاصل ہو کے رہے گا۔ یوسفؑ سے آپ کی اس مماثلت میں آپ کے تسلی وراحت کا سامان موجود ہے۔

ہفتم:

جس طرح یوسفؑ کو گیارہ ستاروں نے سجدہ کیا۔ رَأَيْتُ أَحَدَعَشَرَكَوْكَبًا[16] اور اس خواب کی تعبیر ان کے بھائیوں کا سر تسلیم خم کرنا اور اپنے کیے پر نادم ہونا ہوا۔ قرآن نے کہا یوسف کے بھائیوں نے اقرار کیا : وَإِنْ كُنَّ الْخَاطِئِينَ[17]

اسی طرح آپ کے بھائی بندوں یعنی قریش کے گیارہ قبائل آپ کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قریش کے گیارہ قبائل کو جھکنا پڑا۔

ہشتم:

کردار کشی کی جو مہم قریش نے شروع کی ہے۔ ایک ایسی ہی کردار کشی کی مہم یوسفؑ کے خلاف شروع کی گئی تھی۔ لیکن کردار کی بلندی جس طرح یوسفؑ کے معاملے میں غالب اور فیصلہ کن رہی ایسے ہی آپ کے معاملے میں رہے گی۔

نہم:

شعب ابی طالب کی محصوری ہو یا یوسفؑ کی قید خانے میں محصوری دونوں نتائج کے اعتبار سے ایک ہوں گے۔ رنج اور غم کے یہ ایام آپ ﷺ کے حق میں نتائج کے اعتبار سے اسی طرح مفید ہوں گے جیسے یوسفؑ کے حق میں مفید ہوئے۔[۱۸]

دعوتی تناظر میں حضرت یوسفؑ کی اہمیت

حضرت یوسفؑ کا قصہ دعوتِ دین کے اعتبار اہمیت کا حامل ہے۔ اس اہمیت کے درج ذیل چار پہلو ہیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کا آپ کے قصہ کو "احسن القصص" قرار دینا

قرآن مجید میں یوسفؑ کے قصے کے بارے کہا گیا

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِماأَوْحَيْناإِلَيْكَ هذَاالْقُرْآنَ[۱۹]

ہم بیان کریں گے قصوں میں بہترین قصہ اس وحی کے ذریعے جو تیری جانب ہم نے اس قرآن (کی شکل) میں کی ہے۔

قرآن نے بہت سے اولوالعزم انبیاء کے قصص بیان کیے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کا تذکرہ اور ان کے حالات سب سے زیادہ بیان ہوئے ہیں لیکن احسن القصص کا ہونے کا اعزاز اللہ تعالیٰ یوسفؑ کے قصے کو عطا کیا۔ حضرت یوسفؑ کے قصے میں ایک بھرپور زندگی مکمل تفصیلات موجود ہیں۔ زندگی میں آزمائشیں، پریشانیاں، خوشیاں اور راحتیں، تعلقات کا اتار چڑھاؤ، گھر اور بے گھر ہونا، غلامی سے اقتدار تک پہنچنا، گویا زندگی کے اکثر پہلوؤں کا یہ قصہ احاطہ کرتا ہے۔ اس لیے یہ "احسن القصص" ہے اور اللہ کے راستے کی طرف دعوت دینے والوں کے لیے رہنما قصہ ہے داعی الی اللہ کے لیے ایک مکمل زندگی کی تفصیلات اس کے ایجابی اور سلبی پہلوؤں کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

تفسیر ثعلبی میں ہے:

سماهاأَحْسَنَ الْقَصَصِ لأنه ليس تقصةفي القرآن تتضمن من العبروالحكم والنكت ماتتض من هذه القصة،وقيل: سمّاها أحسن لامتداد الأ وقات في ما بين مبتداها إلى من تهاها، قال ابن عباس: كان بين رؤيا يوسف ومصي رأبيه وأخوته إليه أربع ونسنة، وعليه أكثر المفسرين، وقال الحسن البصري: كان بينهم اثم انون سنة. وقيل: سماها أَحْسَنَ الْقَصَصِ لحسن مجاورة يوسف إخوته، وصبره على أذاهم، وإغضائه عندالالتقاء بهم عن ذكر ماتعاطوه، وكرمه في العفو عنهم وقيل: لأنفيها ذكرالأنبياء والصالحين والملائكة والشياطين والأنس والجن والأنعام والطير، وسيرالملوك والمماليك، والتجار والعلماء والجهال، والرجال والنساء، وحيل هن ومكرهن، وفيها أيضا ذكر التوحيد والعفة والسير وتعبيرالرؤيا والسياسة وتدبيرالمعاش، وجعلت أحسن القصص لما فيها من المعاني الجزيلة والفوائد الجليلة التيتصلحلل دين والدنيا،وقيل: لأن فيها ذكرالحبيب والمحبوب.[۲۰]

اس کا نام اللہ نے احسن القصص رکھا کیونکہ قرآن کے دوسرے کسی قصے میں عبرتیں، حکمتیں اور نکات اس طرح موجود نہیں جس طرح اس قصے میں موجود ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ اس کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ اس قصے میں بیان کردہ واقعات کی ابتدا اور انتہا کے درمیان طویل زمانہ گزرا۔ ابن عباس نے فرمایا: یوسفؑ کے خواب اور ان کے والد اور بھائیوں کے باہم مل جانے کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔ یہی اکثر مفسرین کی رائے ہے جب کہ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ ان دونوں کے درمیان اسی سال کا زمانہ گزرا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کو احسن القصص اس لیے نام دیا گیا کہ یوسفؑ کا بھائیوں سے اظہارِ حسنِ تعلق، ان کی طرف سے اذیتوں پر صبر، ان سے ملاقات کے وقت ان کی سب زیادتیوں سے چشم پوشی کرنا، معاف کرنے میں کرامت کا مظاہرہ کرنا سب کچھ اس قصے میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ نام اس لیے ہے کہ اس قصے میں انبیا، صالحین، فرشتوں، انسانی اور جناتی شیطانوں، چوپایوں، پرندوں، بادشاہوں اور غلاموں کے حالات واخلاق، تاجروں، عالموں اور جاہلوں، مردوں اور عورتوں، عورتوں کے مکروفریب کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح اس کے اندر توحید، کردار کی پاکیزگی، حسن اخلاق، تعبیر خواب، سیاست، امورِ معاش کا انتظام کا ذکر ہے۔ اس کو

احسن القصص اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں گہرے اور بلند معانی، دین و دنیا کی اصلاح کرنے والے فوائد عظیمہ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس میں حبیب و محبوب کے تذکرے ہیں۔

۲۔ اسوۂ یوسفی کو قرآن نے رسول اللہ ﷺ کا راستہ کہا

حضرت یوسفؑ کا قصہ مکمل بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کہہ دیں یہی میرا راستہ ہے

قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِ يأَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي [۲۱]

کہہ دیجیے یہ میرا راستہ ہے۔ میں اور میرے پیروکار اللہ کی طرف پوری بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔

مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں "اسوۂ محمدی کو پیش کرتے ہوئے "ھذہ" کا اشارہ قصہ یوسف کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ یعنی السرّاء (آسانیوں) اور الضرّاء (تکلیفوں اور نقصانات) سے گزری ہوئی زندگی اور ہر حال میں اللہ کی دعوت۔۔ یہی مسلکِ محمدی ہے" [۲۲]

۳۔ اسوۂ یوسف میں آزمائشوں کی نئی نوعیتیں

حضرت یوسفؑ سے ماقبل انبیاء میں آزمائشوں کی نوعیت مختلف رہی۔ نوحؑ کو جن آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا اور ابراھیمؑ کو جو مشکلات پیش آئیں ان کی نوعیت جبر و تشدد اور انکار و استہزاء کی ہے جب کہ یوسفؑ کی آزمائشیں بالکل دوسری طرح کی ہیں۔ گویا داعی الی اللہ کے لیے یوسفؑ کو پیش آنے والی آزمائشوں میں صبر و تحمل کا بالکل اور اسوہ ہے جو اس سے قبل نہیں ہے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کا یوسفؑ کے اسوہ کا ذکر فتح مکہ کے موقع پر فرمانا

داعیٔ اعظم رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ کے مشرکین کو عام معافی دی تو اس موقع پر آپ نے حضرت یوسف کا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ میں بھی وہی کہتا ہوں جو انہوں نے کہا۔ جس اسوہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی داعیانہ زندگی کے انتہائی اہم موقعے پر بطور لائق عمل مثال پیش کیا ہو اس شخصیت کا مسلمانوں کے لیے دعوتی زندگی میں نمونہ ہونا لازمی امر ہے۔

رسول اللہ نے پوچھا: مَاتَقُولُونَ إِنِّي فَاعِلٌبِكُمْ؟ (تم کیا کہتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں)

کہنے لگے خَيْرًا، أَخٌ كَرِيمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ (بھلائی، کیونکہ آپ شریف النفس بھائی ہیں اور شریف النفس بھائی کے بیٹے ہیں)

رسول اللہ نے فرمایا: أَقُولُ كَمَاقَالَ أَخِي يُوسُفَ: لاتثريب عليكم، اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ[۲۳]

(میں بھی وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا اس نے کہا تھا: آج تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ تم سب جاؤ، تم آزاد ہو)

رسول اللہ ﷺ نے سورۂ یوسف کی آیت کی طرف اشارہ فرمایا:

قَالَ لاتَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُاللَّهُ لَكُمْ وَهُوَأَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ[۲۴]

کہا: آج تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ اللہ تمہیں بخش دیں۔ وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔

قصہ یوسفؑ اور داعی الی اللہ کے لیے ہدایات و نکات

یوسفؑ کا قصہ ہر داعی الی اللہ کے لیے متعدد اسباق، نصیحتیں اور رہنمائیاں لیے ہوئے ہے۔

۱۔ داعی الی اللہ کے متنوع آزمائشیں اور صبر مسلسل

داعیان الی اللہ کو ایک طرح کی آزمائشوں کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ جس طرح انسانی زندگی کی بہت سی اطراف ہیں اسی طرح آزمائشوں کی بھی بہت سی جہات ہوتی ہیں۔ یوسفؑ کے زندگی میں اس کی طرف راہ نمائی موجود ہے۔

پہلی آزمائش: اقربین کا حسد اور گھر سے بے گھر ہونا

بھائیوں نے پہلے قتل کا مشورہ کیا:

اقْتُلُوايُوسُفَ أَوِاطْرَحُوهُ أَرْضاً[۲۵]

یوسف کو قتل کر دو یا اسے کسی دور دراز جگہ پھینک آؤ۔

آخر کار کنویں میں پھینک دیا۔

فَلَمَّاذَهَبُوابِهِ وَأَجْمَعُواأَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيابَتِ الْجُبِّ[۲۶]

پس وہ اسے لے کے چلے گئے تو انہوں متفقہ فیصلہ کیا کہ اس کو غیر آباد کنویں میں پھینک دیں۔

یوسفؑ کو انہوں نے کنویں میں پھینکا۔ انہوں نے نہ تو چیخ و پکار کی اور اور نہ مزاحمت اور صابر و شاکر رہے حالانکہ آپ اس وقت نو عمری میں تھے۔

دوسری آزمائش: غلامی

کنویں میں پھینک کے بھائی چلے گئے۔ ادھر ایک قافلہ گزرا تو انہیں پانی کی حاجت ہوئی۔

وَجاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وارِدَهُمْ فَأَدْلى دَلْوَهُ قالَ يابُشْرى هَذَا غُلامٌ وَأَسَرُّوهُ بِضاعَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِما يَعْمَلُونَ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَراهِمَ مَعْدُودَةٍ وَ كانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ[۲۷]

ایک قافلہ آگیا تو انہوں نے ایک شخص پانی لینے بھیجا تو جب اس اپنا ڈول پھینکا تو (یوسفؑ اس کے ذریعے اوپر آگئے) کہنے لگا مبارک ہو یہاں تو ایک لڑکا ہے۔ انہوں نے اپنی اس متاع کو خفیہ رکھا اور اللہ تو اس سے باخبر ہے وہ جو کچھ کر رہے تھے۔ انہوں نے چند دراہم کی کم قیمت پر اسے بیچ ڈالا اور انہیں اس (سے زیادہ میں) میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔

یوسفؑ کو کنویں سے نکالنے بعد ان کے گھر پہنچانے کی بجائے چھپالیا تاکہ بیچ ڈالیں حالانکہ یوسفؑ کا گھر کوئی زیادہ دور نہ تھا اور یوسفؑ سے پوچھ کر بڑی آسانی سے ان کو ان کے والد تک لے جاسکتے تھے۔ مزید یہ کہ بازار میں چھپتے چھپاتے اور بچتے بچاتے لے جاکر بیچ دیا۔ جو کم قیمت ملی لے کر چلتے بنے۔ اس موقع پر یوسفؑ صابر و شاکر رہے۔ حالانکہ آہ و بکا اور چیخ و پکار کر کے خود بچانے کی کوشش کر سکتے تھے۔

عزیزِ مصر نے انہیں خرید لیا اور غلامی کی آزمائش ایک طویل عرصے برداشت کرنا پڑی۔

وَقالَ الَّذِي اشْتَراهُ مِنْ مِصْرَلِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْواهُ عَسى أَنْيَنْ فَعَناأَوْنَتَّخِذَهُ وَلَداً[۲۸]

اور اس نے جس نے اسے مصر میں خریدا، اپنی بیوی کو کہا کہ اس کو عزت کے مقام پر رکھنا ہو سکتا ہے یہ ہمیں نفع بخشے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں

تیسری آزمائش: عصمت و عفت کی حفاظت کا مسئلہ

حضرت یوسفؑ غلام کی حیثیت سے عزیزِ مصر کے گھر پہنچ گئے۔ یوسفؑ کو یہاں ایک اور کڑی آزمائش سے گزرنا پڑا جو ایک عورت کی طرف سے دعوتِ گناہ تھی۔ عزیز مصر کی بیوی نے یوسفؑ کو بدکاری پر آمادہ کرنا چاہا لیکن یوسفؑ

نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی۔ باوجودیکہ اسباب کے اعتبار سے سب راستے بند تھے حضرت یوسفؑ اپنے آپ کو بچانے کے لیے دوڑ پڑے اور اللہ نے ان کی مدد کی۔

وَراوَدَتْهُ الَّتِيهُ وَفِي بَيْتِهاعَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّ قَتِالْ أَبْوابَو قالَ تَهَيْتَ لَكَ قالَ مَعاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوايَ إِنَّهُ لايُفْلِحُ الظَّالِمُونَ[۲۹]

انہیں اپنی طرف مائل کرنے کے لیے وہ بہلانے پھسلانے لگی۔ ایک دن اس نے دروازے بند کیے اور کہنے لگی اب آ بھی جاؤ۔ انہوں نے کہا اللہ کی پناہ۔ بے شک میرا رب میری بہترین پناہ ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو کامیابی نہیں دیتا پھر اسکے بعد عورتوں نے عزیزِ مصر کی بیوی کو طعنہ زنی کی کہ تم غلام کی عاشق ہو گئی ہو۔ اس نے ان سب عورتوں کو ایک دعوت پر بلا کر یوسفؑ کا حسن ان کو دکھانے کی ترکیب کی۔

وَقالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُراوِدُ فَتاها عَنْ نَفْسِهِ قَدْشَغَفَها حُبًّا إِنَّالَنَراهافِي ضَلالٍ مُبِينٍ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَ أَوَآتَتْ كُلَّ واحِدَةٍ مِنْ هُنَّ سِكِّيناً وَقالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حاشَ لِلَّهِ ماهَذَابَشَراً إِنْ هَذَا إِلَأَمَلَكٌ كَرِيمٌ قالَتْ فَذلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ وَلَقَدْ راوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَمْ يَفْعَلْ ماآمُرُهُلَ يُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوناً مِنَ الصَّاغِرِينَ[۳۰]

شہر کی عورتوں نے عزیزِ مصر کی بیوی کو طعنہ دیا کہ تو ایک نوجوان (غلام) کو بہلا پھسلا رہی ہے تو اس کی محبت میں وارفتہ ہے ہم تو تجھے کھلے طور پر راہ سے بھٹکی سمجھتی ہیں۔ جب اس نے ان کی چالوں کی خبر سنی تو ان کو بلا بھیجا اور ان کے لیے نشستیں بنائیں اور ہر ایک کے ہاتھ ایک چھری پکڑا دی اور یوسفؑ کو ان کے سامنے بلایا۔ جب ان عورتوں نے ان کو دیکھا تو ان کو بہت بڑا محسوس کیا اور اپنے ہاتھ ہی کاٹنے لگیں اور کہنے لگیں اللہ کی قسم یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی شرف والا نورانی فرشتہ ہے۔ کہنے لگی یہ ہے وہ جس کے بارے تم مجھے ملامت کر رہی تھیں کہ میں نے اس کو بہت اپنی جانب مائل کیا مگر یہ بچتا رہا۔ اب اگر اس نے جو میں کہوں وہ نہ کیا تو ضرور جیل جائے گا اور یہ کم تروں میں سے ہو کر رہے گا اس صورت حال میں یوسفؑ نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت اور گناہوں کے تمام مواقع میسر ہونے کے باجود صبر کیا اور خود کو محفوظ رکھنے میں ہمت صرف کی جو کہ داعی الی اللہ کے لیے سبق ہے۔ اس لیے اس فتنے کے بیان میں ہی یوسفؑ کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں

إِنَّهُ مِنْ عِبادِنَا الْمُخْلَصِينَ[31]

وہ ہمارے خالص کردہ بندوں میں سے تھا.

چوتھی آزمائش: قید و بند

یوسفؑ کو عورتوں کی گناہوں کی خواہش پورا نہ کرنے کے سبب جیل جانا پڑا

ثُمَّ بَدالَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَارَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْ جُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ[32]

ان پر یہ (یوسف کی بے گناہی کی) سب علامات ظاہر ہو جانے بعد بھی انہوں ان (یوسف) کو کچھ مدت کے لیے جیل بھیجنا ٹھیک سمجھا۔

اور یوسفؑ نے خود بھی گناہ کی آلائشوں سے جیل خانے کو ترجیح دی۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّمِ مَّايَدْعُونَنِي إِلَيْهِ[33]

کہنے لگے اے میرے رب مجھے جیل اس سے زیادہ محبوب جس کی طرف وہ مجھے بلا رہی ہیں۔

قرآن کہتا ہے یوسفؑ کئی سال جیل میں رہے۔

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَسِنِينَ[34]

پس وہ جیل میں کئی سال رہے۔

قید و بند کی آزمائش کو انتہائی صبر سے یوسفؑ نے کاٹا۔ رسول اللہ ﷺ نے یوسفؑ کی اسی صبر کی تعریف فرماتے ہوئے کہا جب انہیں جیل سے رہائی کا پیغام آیا تو وہ جیل سے اس وقت تک باہر نہیں آئے جب تک ان کی پاکیزگی ثابت نہیں ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے از راہِ عجز فرمایا:

وَلوْلَبِثْتُ مَالَبِثَ يُوسُفُ فِي السِّجْنِ لأَجَبْتُ الدَّاعِيَ[35]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ایسے جیل میں رہتا جیسے یوسف جیل میں رہے تو میں رہائی کا پیغام لانے والے کے جواب فوراً باہر آجاتا۔ لیکن یوسفؑ نے رہائی کا پیغام لانے والے کو کہا:

فَلَمَّا جاءَهُ الرَّسُولُ قالَ ارْجِعْ إِلى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَابالُالنِّسْوَةِ اللاَّتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ[36]

پس جب ان کے پاس پیغام رہائی دینے والا پہنچا تو انہوں (یوسفؑ) نے کہا جاؤ اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ، پھر اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کے معاملے کی حقیقت کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے؟

۲۔ یوسفؑ کی قید خانے میں دعوتِ حق: اسلوبِ دعوت اور داعی الی اللہ کے لیے ہدایات

قرآن بیان کرتا ہے کہ حضرت یوسفؑ قید خانے میں آئے اور ان کے ساتھ دو نوجوان بھی قید خانے میں آئے۔ انہوں نے خواب دیکھے اور وہ تعبیر کے لیے یوسفؑ کے پاس آئے۔ یوسفؑ نے ان کو تعبیر بتانے سے پہلے دعوتِ توحید دی اور پھر تعبیر بتائی۔ یوسفؑ کی شخصیت، اسلوبِ دعوت اور استدلالِ دعوت ہر داعی الی اللہ کے لیے بہت سی ہدایات لیے ہوئے ہے۔ اس قصہ سے جو نکاتِ دعوت اخذ ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ا۔ ہر طرح کے ماحول میں اپنا اعتماد پیدا کرنا

یوسفؑ قید خانے میں تھے جس میں مجرمین ہی آتے ہیں۔ نیکی اور صالحیت کی بنیاد پر جرائم پیشہ لوگوں کے اس ماحول میں بھی اپنا اعتماد احترام قائم کر لینا اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ داعی الی اللہ کو کسی ماحول میں جا کر اپنی شخصیت کو اسی ماحول میں گم نہیں کر دینا چاہیے اور اپنی صالحیت کے راستے کو ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ نیکی پر عمل کرنا چاہیے نتیجتاً وہ خود بخود ماحول میں مرکزِ توجہ بن جاتا ہے۔ ان دونوں نوجوانوں نے یوسفؑ کے شخصیت کے بارے یہی کہا کہ

إِنَّانَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ[۳۷]

بے شک ہم تجھے دیکھ رہے ہیں کو تو احسان کرنے والے (نیک) لوگوں میں سے ہے۔

۲۔ آغازِ دعوت کے لیے گفتگو کا خوبصورت انداز اختیار کرنا

الف۔ وہ دونوں نوجوان خوابوں کی تعبیر پوچھنے آئے تھے اس لیے پہلے تو ان کو یہ یقین دہانی کرائی کہ تم صحیح جگہ پر آئے ہو۔

ب۔ دوسرا یہ یقین دہانی کرائی جلد تمہاری ضرورت پوری ہوگی تمہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

ج۔ "طعام کے آنے سے پہلے "کا ذکر کر کے وقت بھی متعین کر دیا کہ معلوم ہو جائے کہ جلدی کام ہو جائے گا اور ساتھ ایک مرغوب اور نشاط انگیز چیز طعام کا ذکر کیا تاکہ طبیعت میں انشراح پیدا ہو۔

قَالَ لَايَأْتِيكُم اطَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّانَبَّأْتُ كُمابِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُما[۳۸]

فرمایا: تم دونوں کا کھانا جو تمہیں ملتا ہے، اس کے تمہارے پاس آنے سے پہلے اس کی تعبیر بتا دوں گا۔

۳۔ دل نشیں پیرائے میں دعوتِ دین کی طرف بات کا رخ موڑنا

حضرت یوسفؑ نے کہا کہ میں خوابوں کی تعبیر بتادوں گا اور اسلوبِ بیان ایسا خوبصورت اختیار کیا کہ گویا بات خود بخود اس طرف چلی گئی۔ فرمایا

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي [۳۹]

ان دونوں خوابوں کی تعبیر بتانے کا اہل اس لیے ہوں کہ مجھے میرے رب نے (اس کا) علم عطا کیا ہے۔

اپنے علمِ تعبیر خواب کو "رب" کی عطا فرما کر اگلی بات اس علم کے عطا کئے جانے کی وجہ کے طور پر ذکر کر دی۔

إِنِّ يتَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ [۴۰]

میں نے ان لوگوں کا دین ترک کیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

۴۔ خاندانی تعارف کا داعیانہ اسلوب

گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے خاندان کا تعارف اس انداز میں کروایا کہ جس میں دعوتِ توحید اور شرک سے بیزاری کا اظہار تھا۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ [۴۱]

اور میں نے اپنے آباء ابراھیم، اسحاق ویعقوب کے دین کی پیروی اختیار کی ہے۔ ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ شرک کریں

۵۔ مخاطبین سے اظہارِ تعلق

اظہارِ تعلق سے مخاطب کے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور بات کو سننے کی رغبت جنم لیتی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے بھی ان دونوں نوجوانوں سے اظہارِ تعلق کے لیے کہا

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ [۴۲]

اے میرے قید خانے کے دوستو۔

۶۔ استفہامی اسلوبِ استدلال

بجائے یہ کہ براہِ راست ردِ شرک کرتے، مخاطبین سے سوال کر کے انہیں سے پوچھا کہ کئی خدا اچھے ہوتے یا ایک خدا کو مان کر زندگی گزارنا زیادہ آسان ہے ۔خود تردید کرتے تو بات یوسفؑ کی ہوتی۔ مخاطبین سے سوال کر کے شرک کی تردید ان کی زبان سے کروانا ایک بہترین اسلوب ہے جس میں مخاطب کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ میرے عقیدے کے خلاف بات کی جارہی ہے۔ فرمایا

أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ[۴۳]

کیا متفرق خداؤں کا ماننا اچھا ہے یا ایک اللہ غالب کو۔

۷۔ مخاطبین سے ان کے شرک پر طلب استدلال

یوسفؑ نے مخاطین سے کہا کہ کیا شرک کے حق میں کوئی دلیل ہے؟ اجن کو خدا مانتے ہو ان کی خدائی کا وجود کیسے اور کہاں ہے؟

مَاتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلاَّ أَسْماءً سَمَّيْتُمُوها أَنْتُمْ وَآباؤُكُمْ مَاأَنْزَلَ اللَّهُ بِها مِنْ سُلْطانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّلِلَّهِ أَمَرَأَ لاَّتَعْبُدُوا إِلاَّإِيَّاهُ ذلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لايَعْلَمُونَ۔

تم اس (اللہ) کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ کچھ نہیں مگر چند نام جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لیے ہیں جس کے لیے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ۔ حکم تو اللہ کا ہی چلتا(باقی تو تم اس حکم کی نسبت خود باطل معبودوں طرف بلا دلیل کر دیتے ہو) ۔اللہ نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے یہی مضبوط دین کا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔[۴۴]

حوالہ جات وحواشی (References)

---

[۱] الجوہری، أبو نصر إسماعیل بن حماد الفارابي (المتوفی: ۳۹۳ھ)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة، تحقیق: أحمد عبد الغفور عطار، دار العلم للملایین، بیروت، طبع سوم، ۱۴۰۷ھ–۱۹۸۷ء، ج۴، ص ۱۳۳۱

Al-Jauhari, Abu Nasr Isma'il bin Hammad al-Farabi (D:393AH), Al-Sihah Taj al-Lughah wa Sihah al-Arabiyyah, Tehqiq: Ahmad Abd al-Ghufur Attar, Dar al-Ilm, lil malaiyyin, Edition: 3rd, 1407 AH/1987, Vol. 4, P 1331

[2] البخاری، محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وأیامہ = صحیح البخاري، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ بإضافۃ ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقي)، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، ج۴، ص۱۴۷، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب {أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ} حدیث نمبر: ۳۳۴۷

Al-Bukhari, Muhammad bin Isma'il Abu Abdullah, al- Jami' al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar min Umur Rasul Allah s.a.w. wa Sunanih wa Ayyamih (Sahih al-Bukhari) Tehqiq: Muhammad Zuhair bin Nasir al-Nasir, Dar Tauq al-Nijat, Eidtion: 1st, 1422AH, 4/147, Kitab Ahadith al-Anbiya, Bab: Am kuntum Shuhda' idh Hadara Yaqub al-maut, Hadith No. 3347

[3] ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد التمیمي، أبو حاتم، الدارمی البُستی (المتوفی: ۳۵۴ھ)، الإحسان في تقریب صحیح ابن حبان، ترتیب: الأمیر علاء الدین علي بن بلبان الفارسي (المتوفی: ۷۳۹ھ)، تحقیق وتعلیق: شعیب الأرنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء، ج۱۳، ص۹۲، بَابُ التَّفَاخُرِ، ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّالِّ عَلَى أَنَّ افْتِخَارَ الْمَرْءِ بِالْكَرَمِ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ بِالدِّينِ لَا بِالدُّنْيَا حدیث نمبر: ۵۷۷۶

Ibn Hibban, Muhammad bin Hibban bin Ahmad al-Tamimi, Abu Hatim, al-Darmi, al-Busti (D:354AH), Al-Ihsan fi Taqrib Sahih Ibn Hibban, Tartib: al-Amir 'Ala al-Din Ali bin Balban al-Farsi (D: 739AH), Tehqiq wa Ta'liq: Shaoib al-Na'ut, Muassisah al-Risalah, Bairut, Edition: 1st, 1408AH/1988, Vol.13, pp 92, Bab: al-Tafakhur Dhikr al-Khabr al-Dall 'ala anna iftikhar al-mar'i bil karam yajibu an yakuna bi al-din la bi al-Dunya, Hadith No. 5776

[4] ابو جعفر البغدادی، محمد بن حبیب (المتوفی: ۲۴۵ھ)، المحبر، تحقیق: إیلزۃ لیختن شتیتر، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، ص۳۸۷

Abu Jafar al-Baghdadi, Muhammad bin Habib(D:245AH), al-Muhabbar, Tehqiq: Elza, Dar al-Aafaq al-Jadidah, Bairut, p 387

[5] الدینوری، ابن قتیبہ، أبو محمد عبد اللہ بن مسلم (المتوفی: ۲۷۶ھ)، المعارف، تحقیق: ثروت عکاشۃ، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، القاھرۃ، طبع دوم، ۱۹۹۲ء، ص۴۰، ۴۱؛ حفظ الرحمان سیوھاروی، قصص القرآن، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ج۱، ص۲۲۱

Al-Daynuri, Ibn Qutaibah, Abu Muhamamd Abdullah bin Muslim (D: 276AH), Al-Maarif, Tehqiq: Tharwat Ukashah, Al-Hay'ah al-Misriyyah al-'aammah li kitab, al-Qahirah, Edition:

2nd, 1992, pp 40, 41; Hfiz al-Rehman Siyoharwi, Qisas al-Quran, Dar al-Ish'at Karachi, 2002, Vol.1, p 221

[6] الزمخشری، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، جار اللہ (المتوفی:۵۳۸ھ)، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۰۷ھ، ج۲، ص۴۴۰

Al-Zamakhshari, Abu al-Qasim Mehmud bin Amr bin Ahmad, Jar Allah (D: 538 AH), Al-Kashshaf 'an Haqaiq Ghawamid al-Tanzil, Dar al-Kitab al-Arabi, Bairut, Edition: 3rd, 1407AH, Vol.2, p440

[7] النحاس، أبو جعفر أحمد بن محمد بن إسماعیل بن یونس المرادي النحوي (المتوفی: ۳۳۸ھ)، الناسخ والمنسوخ، تحقیق: د. محمد عبد السلام محمد، مکتبۃ الفلاح، الکویت، طبع اول، ۱۴۰۸ھ، ص۵۳۳؛ الزرکشی، أبو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بھادر (المتوفی:۷۹۴ھ)، البرھان في علوم القرآن، تحقیق: محمد أبو الفضل إبراھیم، طبع اول، ۱۳۷۶ھ-۱۹۵۷ء، دار إحیاء الکتب العربیۃ عیسی البابي الحلبي وشرکائہ، ج۱، ص۲۰۳

Al-Nahhas, Abu Jafar Ahamd bin Muhammad bin Ismai'il bin Younus al-Muradi al-Nahvi (D: 338AH), al-Nasikh wa al-Mansukh, Tehqiq: Muhammad Abd al-Salam Muhammad, Maktabah al-Falah, al-Kuwait, Edition: 1st, 1408AH, p 533; Al-Zarkashi, Abu Abdullah Badr al-Din, Muhamamd bin Abdullah bin Bahadur(D: 794AH), Al-Burhan fi Ulum al-Quran, Tehqiq: Muhammad Abu al-Fadl Ibrahim, Edition: 1st, 1376AH/ 1957, Dar Ihya al-Kutub al-Arabiyyah Aisa al=Babai, vol. 1, p 203

[8] یوسف۔۷ Yousuf:7

[9] ایضاً۔۲۱ Ibid-21

[10] ایضاً۔۸۶ Ibid-86

[11] ایضاً۔۸۷ Ibid-87

[12] ایضاً۔۶۷ Ibid-67

[13] ایضاً۔۱۸ Ibid-8

[14] ایضاً۔۹۰ Ibid-90

[15] ماخوذ و مستنبط: ابن عاشور، محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر التونسي (المتوفى: ١٣٩٣ھ)، التحرير والتنوير «تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد»، الدار التونسية للنشر، تونس، ١٩٨٤ء، ج ١٢، ص ١٩٨، ١٩٩

Derived and Extracted: Ibn ʿAshur, Muhammad al-Tahir bin Muhamamd bin Muhammad al-Tahir al-Tunasi (D: 1393AH), Al-Tehrir wa al-Tanvir, al-Dar al-Tunasiyyah, Tunas, 1984, Vol.12, pp 198, 199

[16] یوسف۔ ۴　　Yousuf-4

[17] ایضاً۔ ۹۱　　Ibid-91

[18] اگر یہ سورت واقعہ شعب ابی طالب سے پہلے نازل ہوئی تو گویا یہ آنے والے غم کی بھی تسلی تھی کہ یوسف کی محصوری میں کیفیت و حالتِ صبر آپ کے لیے ایک مثال ہے

If this surah was revealed before the happening of confinement of Muslims in Valley of Abi Talib then these were wordsof contentment for a comingtrouble. The Surah told the Prophet s.a.w as Yousuf remained contented in jail, You should follow the model of Yousuf a.s.

[19] یوسف۔ ۳　　Yousuf-3

[20] الثعلبي، أحمد بن محمد بن إبراهيم، أبو إسحاق (المتوفى: ٤٢٧ھ)، الكشف والبيان عن تفسير القرآن، تحقيق: الإمام أبي محمد بن عاشور، مراجعة وتدقيق: الأستاذ نظير الساعدي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، طبع اول، ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢ء، ج ۵، ص ١٩٦، ١٩٧

Al-Thaʾlabi, Ahmad bin Muhammad bin Ibrahim, Abu Ishaq (D:427AH), Al-Kashf wa al-Bayan ʿan Tafsir al-Quran, Teqiq: Al-Imam Abi Muhammad bin Ashur, Review: Nazir al-Saʾdi, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Bairut, Edition: 1st, 1422AH/2002, Vol.5, pp 196, 197

[21] یوسف۔ ۱۰۸ Yousuf-108

[22] مناظر احسن گیلانی، بیاضِ مناظر، تحقیق: عثمان احمد، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ص ۹۹

Manazir Ahsan Gillani, Bayad Manazir, Tehqiq: Usman Ahmad, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, p 99

[۲۳] عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفی: ۵۴۴ھ)، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، دار الفیحاء، عمان، طبع دوم، ۱۴۰۷ھ، ج ۱، ص ۲۲۸

'Ayad bin Musa bin 'Ayad bin Amraun al-Yahsabi, al-Sabti, Abu al-Fadl (D: 544AH), Al-Shifa bi ta'rif Huquq al-Mustafa, Dar al-Fiha, Omman, Edition: 2nd, 1407AH, Vol.1, p 228

[۲۴] یوسف-۹۲ Yousuf-92

[۲۵] ایضاً-۹ Ibid-9

[۲۶] ایضاً-۱۵ Ibid-15

[۲۷] ایضاً-۲۰ Ibid-20

[۲۸] ایضاً-۲۱ Ibid-21

[۲۹] ایضاً-۲۳ Ibid-23

[۳۰] ایضاً-۳۰-۳۲ Ibid-30, 32

[۳۱] ایضاً-۲۴ Ibid-24

[۳۲] ایضاً-۳۵ Ibid-35

[۳۳] ایضاً-۳۳ Ibid-33

[۳۴] ایضاً-۴۲ Ibid-42

[۳۵] صحیح البخاری، کتاب: احادیث الانبیاء، باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ}، حدیث نمبر: ۳۳۷۲

Sahih al-Bukhari, Kitab: Ahdith al-Anbiya, Bab: Qauluh: Wa Nabb'hum 'an Dayf Ibraim, Hadith No. 3372

[۳۶] یوسف-۵۰ Yousuf-50

[۳۷] ایضاً-۳۶ Ibid-36

[۳۸] ایضاً-۳۷ Ibid-37

[۳۹] ایضاً Ibid

[۴۰] ایضاً Ibid

[۴۱] ایضاً۔۳۸　　Ibid-38

[۴۲] ایضاً۔۳۹　　Ibid- 39

[۴۳] ایضاً　　Ibid

[۴۴] ماخوذ: ابوالحسن علی ندوی، تبلیغ ودعوت کا معجزانہ اسلوب، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو، طبع اول،۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء، ص۴۱۔۵۹

Derived from: Abu al-Hasan Ali Nadwi, Tabligh wa Dawat ka Mu'jizana Uslub, Majlis Tehqiqat wa Nashriyat Islam, Lkhanau, Edition: 1st, 1401AH/1981, pp 41-59